کو قابو میں رکھنے کی چند ہی صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

یہ کہ وہ نکاح کرے، مگر جس لڑکی سے اس کی نسبت ہے وہ اتنی چھوٹی ہے کہ کم از کم تین چار سال انتظار کرنا ہوگا۔

یہ کہ وہ اپنے خاندان سے باہر کہیں اور شادی کرلے۔ مگر ایسا کرنے سے تمام خاندان ناراض ہوتا ہے بلکہ بعید نہیں کہ اس کا اپنے خاندان سے رشتہ ہی کٹ جائے۔

یہ کہ وہ اس نیت سے کوئی عارضی نکاح کرے کہ اپنی خاندانی مخطوبہ سے شادی ہو جانے کے بعد پہلی بیوی کو طلاق دے دیگا، مگر اس میں اور متعہ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

یہ کہ وہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کے لیے مسلسل روزے رکھے۔ مگر وہ ایک محنت پیشہ آدمی ہے جسے تمام دن مشغول رہنا پڑتا ہے۔ اتنی محنت روزوں کے ساتھ سخت مشکل ہے۔

آخری چارہ کار یہ ہے کہ وہ زنا سے بچنے کے لیے نکاح بالید سے کام لے۔ کیا ایسے حالات میں وہ اس طریقے کو اختیار کر سکتا ہے؟

جواب:۔ نکاح بالید یعنی ہاتھ سے شہوت رفع کرنے کے بارے میں فقہاء اسلام کے تین مسلک ہیں:۔

(۱) یہ کہ وہ مباح ہے اور زیادہ سے زیادہ اگر اس کے خلاف کچھ کہا جا سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ مکارم اخلاق کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ ایک مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس مسلک کے حامی دلیل یہ دیتے ہیں کہ کسی نص میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کو وہ تمہارے لیے مفصل بیان کر چکا ہے)، لہٰذا جب محرمات کی تفصیل میں یہ مذکور نہیں ہے تو حلال ہے۔ ابن حزم نے محلّی میں اس رائے کو پورے دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، اور سند کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ حسن بصری، عمرو بن دینار اور مجاہد اس کی اباحت کے قائل تھے، اور عطاء اس کو صرف مکروہ سمجھتے تھے (ج ۱۱ ص ۳۹۲-۹۳)۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں امام احمد ابن حنبل کی یہ رائے نقل کی ہے کہ "یہ فعل

عندالضرورت اسی طرح جائز ہے جیسے فصد اور پچھنے" (ج ۱۰ ص ۱۰)۔ لیکن مجھے فقہ حنبلی کی کسی مستند کتاب میں یہ فتویٰ نہیں ملا۔

(۲) یہ کہ وہ حرام ہے، لیکن اگر زنا کے فتنے میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور آدمی اس سے بچنے کے لیے اس طریقے سے شہوت کی تسکین کرلے تو امید ہے کہ اسے سزا نہ دی جائے گی۔ یہ رائے حنفیہ کی ہے چنانچہ ردالمحتار میں تصریح ہے کہ یہ فعل حرام اور مستلزم سزا ہے، اِلّا یہ کہ اگر زنا کے اندیشے سے کوئی اس کا ارتکاب کرے تو یُرجیٰ اَلّا وبال علیہ (باب الصوم۔ اور باب الحدود)۔ اسی کے قریب علامہ آلوسی نے ابن ہمام کا قول نقل کیا ہے (حوالۂ مذکور)، اور اسی سے ملتی جلتی رائے علامہ ابن عابدین نے فقیہ ابواللیث سے نقل کی ہے۔ اس رائے کے حق میں کوئی خاص نص نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام کے اصولِ عامہ سے مستنبط کی گئی ہے، مثلاً حالتِ اضطرار میں حرام شے کے استعمال کی اجازت، اور دو ناجائز کاموں کے ناگزیر ہو جانے کی صورت میں کم تر درجے کے ناجائز کو اختیار کرنے کا قاعدہ۔

(۳) یہ کہ وہ قطعاً حرام ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی یہی رائے ہے، اور وہ سورۂ مومنون کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ، فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ۔	اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں، کہ (ان سے پرہیز کرنے میں) وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے سوا کوئی اور راہ (تسکینِ شہوت کی) تلاش کرے تو ایسے ہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔

اس آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ منکوحہ بیوی اور ملک یمین میں آئی ہوئی لونڈی کے سوا تسکینِ شہوت کی تمام صورتیں از روئے قرآن حرام ہیں، خواہ وہ زنا ہو، یا استمنا بالید، یا عملِ قومِ لوط، یا وطی بہائم، یا کچھ اور۔ پھر اسی کی تائید یہ احادیث بھی کرتی ہیں:

ناکح الید ملعون۔	اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔

عذب اللہ تعالیٰ امۃ کانوا یعبثون بمذاکیرھم۔

اللہ نے ایسے لوگوں کو عذاب دیا جو اپنے اعضائے جنسی سے کھیلتے تھے۔

یہ دونوں حدیثیں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نقل کی ہیں۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں ایک اور حدیث نقل کی ہے مگر ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے:

سبعۃ لا ینظر اللہ الیھم یوم القیامۃ ولا یزکیھم ولا یجمعھم مع العالمین و یدخلھم النار فی اول الداخلین الا ان یتوبوا ومن تاب تاب اللہ علیہ۔ الناکح یدہ، والفاعل والمفعول بہ، و مدمن الخمر، والضارب والدیہ حتے یستغیثا، والموذی جیرانہ حتی یلعنوہ، والناکح حلیلۃ جارہ۔

سات آدمی ہیں جن کی طرف اللہ قیامت کے روز نظر نہ فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ جمع کرے گا اور سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونے والوں میں شامل کریگا، الا یہ کہ وہ توبہ کریں اور جو توبہ کرے اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ (۱) اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا۔ (۲) عمل قوم لوط کرنے والا۔ (۳) یہ فعل کرانے والا۔ (۴) عادی شراب خور (۵) اپنے والدین کو مارنے والا یہاں تک کہ وہ فریاد کریں (۶) اپنے ہمسایوں کو ستانے والا یہاں تک کہ وہ اس پر لعنت کریں (۷) اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنے والا۔

ان مختلف مسلکوں اور ان کے دلائل پر نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پہلا مسلک نہایت کمزور، بلکہ غلط ہے۔ اس لیے کہ قرآن میں حرام چیزوں کی تفصیل ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب حرام چیزوں کو نام بنام بیان کیا گیا ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں حرام و حلال کے کلی اصول بیان کر دیے گئے ہیں۔ پس ہر وہ چیز جو قرآن کے بیان کردہ کسی کلیہ کے تحت آتی ہو اس پر وہی حکم جاری ہو گا جو کلیہ میں ارشاد ہوا ہو، الا یہ کہ اس کو مستثنیٰ قرار دینے کے لیے کوئی دلیل موجود ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قرآن میں یہ عام قاعدہ بیان ہو چکا ہے کہ بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے سوا قضائے شہوت کے تمام طریقے عدوا[illegible]

تو اس سے نکاح بالید کے مستثنیٰ ہونے کی آخر دلیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں بعض لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ "عرب میں اس فعل کا کوئی رواج نہ تھا، نہ کلام عرب میں اس کا کوئی ذکر ہے، لہٰذا فمن ابتغی وراء ذالک میں یہ داخل نہیں ہے"۔ لیکن یہ دلیل دو وجوہ سے غلط ہے۔ ایک یہ کہ لغتِ عرب میں اس کے لیے جَلد عُمَیرہ اور خَضْخَضَہ کے الفاظ موجود ہیں، اور زبان میں کسی لفظ کا موجود ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اہل زبان اس تصور سے آشنا تھے۔ دوسرے یہ کہ اگر عرب اس سے واقف نہ تھے تو خدا تو انسانوں کے سب احوال سے واقف تھا۔ اس کے بیان کردہ کلیات صرف انہی جزئیات تک آخر کیسے محدود ہو جائیں گے جن سے اُس زمانے کے عرب واقف ہوں۔

اِن دلائل کی بنا پر صحیح مسلک یہی ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ البتہ عقل یہ حکم لگاتی ہے کہ اس کی حرمت زنا، اور عمل قوم لوط اور وطی بہائم کی بہ نسبت کم تر ہے۔ اس لیے اگر کسی شخص کو اِن گناہوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور اس سے بچنے کے لیے وہ اپنے جوشِ طبع کی تسکین اس ذریعے سے کرے تو اس کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "شاید اللہ تعالیٰ اسے سزا نہ دے"۔

اب اُس خاص شخص کا مسئلہ لیجیے جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ اس کو پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کی یہ نصیحت یاد دلاؤں گا کہ

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (النور ۔ ۳۳)

اور چاہیے کہ وہ لوگ باعفت رہنے کی کوشش کریں جو نکاح کا موقع نہیں پاتے یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے۔

پھر میں اس سے صاف کہوں گا کہ تمہارے معاملے میں وہ حالت ہرگز موجود نہیں ہے جسے تم ایک حرام چیز کو حلال کرنے کے لیے معذرت کے طور پر پیش کر رہے ہو۔ تم محض اپنے خاندان کے خوف سے نکاح نہیں کرتے، حالانکہ اس خاندان نے ایک جوان آدمی کو ایک کم سن لڑکی کے ساتھ منسوب کر کے اپنی نادانی کا پورا ثبوت دے دیا ہے۔ اب اگر تم نکاح کے مواقع پاتے ہو مگر خاندان کی ناراضی

سے ڈر کر نہیں کرتے تو خواہ تم کوئی سا گناہ بھی کرو، خدا کے ہاں ضرور ماخوذ ہو گے، کیونکہ حقیقی مجبوری تہیں کوئی نہیں ہے۔ حجتیں ڈھونڈھنے کے بجائے سیدھی طرح فیصلہ کرو کہ خوف کا مستحق کون زیادہ ہے؟ خدا یا خاندان؟

عذرِ شرعی کی تشریح

سوال:۔ عذرِ شرعی کے متعلق کوئی واضح حدود مقرر ہیں یا یہ حالات اور مواقع کے مطابق بدلتے رہتے ہیں؛ جماعتی کاموں میں حصہ لینے کے لیے کچھ رفقا اس بنا پر سفر نہیں اختیار کرتے کہ انہیں اپنے روزگار سے علیحدہ ہونے کا ڈر ہے جس میں مسجد کی امامت بھی شامل ہے۔ لہٰذا عذرِ شرعی کی جامع سی تعریف سے مطلع فرمائیں۔

جواب۔ عذرِ شرعی کی کوئی جامع اور مانع تعریف جس کے بعد کسی بحث و نزاع کی گنجائش ہی باقی نہ رہے بہت مشکل ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کے کچھ حدود ہی معین نہیں ہیں اور ہر قسم کے لچر اور چھوٹے عذرات کو عذرِ شرعی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ شریعت کے کتنے احکام ہیں جن کے بارے میں اللہ اور رسولؐ نے خود تصریح کے ساتھ وہ عذرات بیان کر دیے ہیں جن کی موجودگی میں آدمی یا تو ان احکام کی ذمہ داریوں سے بری ہو جاتا ہے یا کم از کم ان کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً خوف، بیماری اور سفر کی حالت میں نماز کا حکم۔ پانی نہ ملنے یا بیمار ہونے کی صورت میں وضو کا حکم۔ عدمِ استطاعت کی حالت میں حج کا حکم۔ بیماری اور سفر وغیرہ صورتوں میں روزے کا حکم۔ ضروری سامانِ جہاد فراہم نہ ہو سکنے کی صورت میں جہاد کا حکم۔

ان تمام صورتوں میں شریعت نے جن چیزوں کو عذرِ شرعی کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے بعض حالات میں ان کے واقعی اور غیر واقعی ہونے پر بحث ہو سکتی ہے اور ایک کمزور ایمان کا آدمی بالکل غیر واقعی عذرات کو بھی شریعت کی ذمہ داریوں سے نکلنے کے لیے بہانہ بنا سکتا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ